سیرہ نبوی صحیفہ سجّادیہ کی روشنی میں

مؤلف: سید علی سجادی زادہ
مترجم: شبیہ عباس خان

صحیفہ سجادیہ وہ گران قدر میراث ہے جو سید ساجدینؑ سے ہم تک پہنچا ہے۔ اہل علم کی ہمیشہ سے یہ تمنا رہی ہے کہ پیغمبر اکرمؐ کی شناخت اور آپ کی سیرت سے آشنائی، اہل بیتؑ کے کلام کے ذریعے ہی انجام پائے۔ امام سجادؑ کی نگاہ میں پیغمبر اکرمؐ بلند شخصیت کے مالک تھے اور خدا کے نزدیک آپ کا اعلیٰ مقام تھا اور آپ معبود کے منتخب بندہ تھے۔ امام سجادؑ آپ کو وحی کے امانت دار، امام رحمت، برکتوں کی کنجی، خیر کی طرف رہنمائی کرنے والے اور بشر کی ہدایت و نجات کا وسیلہ بتاتے ہیں۔

پیغمبر اکرمؐ کی سیرت کی طرف اشارہ کرتے وقت امام سجادؑ نے آپ کی عملی سیرت کے دو حصوں یعنی تبلیغی سیرت اور جنگی سیرت پر روشنی ڈالی ہے۔ پیغمبر اکرمؐ دین خدا کو اعزاز دلانے کے لئے خلوص دل سے اور اپنی پوری ہمت اور شہامت کو بروئے کار لاتے ہوئے اور مختلف مشکلات کو برداشت کرتے ہوئے، یہاں تک کہ اپنے آبائی اور محبوب شہر مکہ سے ہجرت فرما کر تبلیغ رسالت انجام دیتے رہے۔ جنگی سیرت میں بھی آپ نے خدا سے مدد کی درخواست کرتے ہوئے تاجی حکمت عملی سے کام لیا اور دشمنوں پر برسے۔ آپ کی زحمات کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ اپنے اعلی اہداف تک پہنچے اور دشمنوں پر فتح حاصل کی اور بندگان خدا کے لئے امن قائم کرکے ان تک توحید کے کلمات کو پہنچایا۔ اللہ تعالی قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا۔ ترجمہ: مسلمانو! تم میں سے اس کے لئے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ عمل ہے، جو اللہ اور آخرت سے امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہے اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرتا ہے[1]۔

۱۔ سورہ احزاب، آیت ۲۱

ہم ایسے دور میں زندگی گزار رہے ہیں جس میں عالم ہستی کی سب سے اہم ترین شخصیت یعنی حضرت محمدؐ کی سیرت کو پہچاننا سب سے زیادہ ضروری ہے اور اس بات کا بھی اقرار کرنا ہوگا کہ آپ کی شخصیت حتیٰ کہ مسلمانوں اور آپ کے مُریدوں کے درمیان بھی سب سے زیادہ مظلوم ہے۔ جی ہاں۔ یہ انسان کامل جس کو تمام بشریت کے لئے مثال اور آئیڈیل ہونا چاہئے، وہ عالم بشریت میں سب سے زیادہ مظلوم ہے۔اس صورت حال میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی اس ذمہ داری کو محسوس کرتے ہیں اور آپ کی سیرت کو پہچاننے کے لئے مختلف وسائل اور منابع کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ بعض لوگ پیغمبر اکرمؐ کی شناخت اور آپ کی سیرت کو بہتر طریقے سے درک کرنے کے لئے قرآن کی طرف رجوع کرتے ہیں جو اپنے آپ میں بہت ہی پسندیدہ فعل ہے۔اسی طرح بعض افراد سیرت اور تاریخ کی کتابیں جیسے کہ سیرہ ابن ہشام، طبقات ابن سعد، تاریخ یعقوبی، تاریخ طبری وغیرہ کا سہارا لیتے ہیں اور ان پر بھروسہ کرتے ہیں۔

اس درمیان سیرت رسولؐ کی شناخت کے لئے آپ کی اولاد اطہار اور اہل بیت معصومؑ کے کلام اور الفاظ کو نظرانداز کیا گیا ہے۔ بالخصوص حضرت سید الساجدین امام علی بن الحسینؑ کے کلمات اور آپ سے منسوب تحریر یعنی صحیفہ سجادیہ۔ مقالہ ہذا میں کوشش کی گئی ہے کہ صحیفہ سجادیہ کو مطالعہ کرتے ہوئے، امام سجادؑ کی زبان سے پیغمبر اکرمؐ کی سیرت کو سمجھا جائے۔

سیرت اور سیما کا لغوی مفہوم

بہتر ہوگا ابتدا میں ہی واضح کر دیا جائے کہ سیما اور سیرت سے کیا مراد ہے۔ سیما لغت میں ہیئت، نشان، علامت، چہرہ اور صورت کے معنی میں ہے۔[1] یہاں پر سیما سے مراد پیغمبر اکرمؐ کی خصوصیات اور فضائل کو بیان کرنا ہے۔ بندہ خدا ہونا، خدا کا نبی اور رسول ہونا، خاتم المرسلین اور خدا کا نمائندہ ہونا جیسے صفات کو بیان کرنا مقصود ہے نہ کہ آپ کے اخلاق اور ظاہری شکل و شمائل کو بیان کرنا۔ دوسرے الفاظ میں کہا جائے تو صحیفہ سجادیہ میں سیمائے پیغمبر اکرمؐ کے سلسلے میں گفتگو کے دوران آپ کی ان خصوصیات کی

۱۔ معین، محمد، فرہنگ فارسی، ج ۲

طرف اشارہ کیا جائے گا جنہیں خدا نے آپ کو عطا کی ہیں اگرچہ آپ کا کردار و صفات آپ کو منتخب ہونے کے لئے شائستہ بناتے ہیں۔

لغت میں سیرہ لفظ سیر کا اسم مصدر ہے۔ سیر کا مطلب زمین پر چلنا اور حرکت کرتے رہنا ہے اور سیرہ روش اور طریقہ کے معنی میں ہے لیکن رفتہ رفتہ یہ لفظ اخلاق، شہرت، سرگزشت، تاریخ اور سوانح حیات کے معنیٰ میں بھی استعمال ہونے لگا۔ اس مقالہ میں لفظ سیرہ سے مراد ہے روش اور طریقہ، کام کرنے کا سلیقہ، پیش آنے کا انداز اور وہ منطق جس کو انسان اپنے اندر پیدا کرتا ہے تاکہ اپنے مقصد تک پہنچ سکے۔ لہٰذا اس بحث کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

الف) سیمائے پیغمبر اسلامؐ صحیفہ سجادیہ کی روشنی میں

ب) سیرت پیغمبر اسلامؐ صحیفہ سجادیہ کی روشنی میں

الف۔ سیمائے پیغمبر اسلامؐ صحیفہ سجادیہ کی روشنی میں

امام سجادؑ کا زمانہ: اسلام اور تشیع کی تاریخ کا سیاہ ترین دور ہے۔ فرزند رسولؐ کو سبھی جوانوں، بھائیوں اور اصحاب کے ساتھ قتل کر دیا گیا، عورتوں اور بیٹیوں کو اسیر بنایا گیا اور منبروں سے خاندان نبوت کے بزرگوں پر لعنت بھیجی گئی۔ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد اسلامی معاشرے کے ہر فرد پر موت کا غبار بیٹھا ہوا تھا اور دل مردہ ہو چکے تھے۔ امام صادقؑ کی تعبیر اس بات کو اور بھی واضح کر دیتی ہے۔ آپ نے فرمایا:

ارتد الناس بعد قتل الحسین علیه السلام إلا ثلاثة: أبوخالد الكابلي، ويحيى بن أم الطويل وجبير بن مطعم۔ ترجمہ: امام حسینؑ کی شہادت کے بعد سارے لوگ مرتد ہو گئے سوائے ان تین لوگوں کے ابو خالد کابلی، یحیٰ ابن امّ طویل و جبیر بن مطعم[۱]۔

بعض روایات میں جابر ابن عبداللہ انصاری کا نام بھی ملتا ہے لیکن امام سجادؑ کی کوششوں کے نتیجے میں لوگ آئین حق کی طرف دوبارہ لوٹے اور ان میں اضافہ ہوتا گیا۔

شاید کچھ لوگوں کے ذہن میں یہ غلط تصور پیدا ہو کہ واقعہ کربلا کے بعد اہل تشیع کے پیشوا اور اولاد امام حسینؑ نے سیاست سے علیحدگی اختیار کر لی تھی اور ارشاد و عبادت میں مشغول ہو گئے تھے اور دنیا سے منقطع

۱۔ طوسی، محمد بن حسن، اختیار معرفۃ الرجال، ص ۴۴

ہو کر زندگی گزارنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ یا یہ تصور کرتے ہوں کے اہل تشیع کی پیشوائی کرنے والے سبھی بہت مظلوم تھے اور ان کو ایسا لگتا ہو کہ یہ مظلوم پیشوا رہبری سے خود کو دور رکھنا چاہتے تھے اور امت کو بھی ان کا رہبری سے دور جانا قبول تھا اور اسی سبب ان کو زندگی میں طرح طرح کی سختیاں اور محرومیت نصیب ہوئیں۔ ایسے لوگ اپنے اس دعوے کے لئے امام سجادؑ کی زندگی کی تاریخ سے استناد کرتے ہیں لیکن یہ لوگ اس بات سے غافل ہیں کہ امام سجادؑ مکتب اسلام کو بچانے اور اس کو انحراف سے محفوظ رکھنے کی اپنی ذمہ داریوں سے بخوبی آگاہ تھے۔ آپ نے لازم تدابیر سے کام لیا تاکہ اصل اسلام پوری طرح محفوظ رہے۔ ایک طریقہ جو امام سجادؑ نے لوگوں کی ہدایت کے لئے اختیار کیا وہ دعا کا راستہ تھا۔ آپ نے دعاؤں کے مجموعہ کہ ذریعہ لوگوں کی رہنمائی کی اور خدا کی طرف ہدایت کے راستے کو ہموار کیا اور خاتم المرسلینؐ اور آپ کے اہل بیت اطہار کی سیما و سیرت کی طرف توجہ دلائی۔ رسول اکرمؐ اور آپ کے اہل بیت اطہار پر مختلف خوبصورت شکلوں میں صلوات بھیجنا بھی ایک طرح سے انسانوں کو اچھے نمونوں کی طرف متوجہ کرنا ہے اور یہ بتانا ہے کہ یہی افراد معاشرے کی اصلاح کر سکتے ہیں۔

امام سجادؑ نے اپنے خوبصورت اور مجذوبانہ بیانات میں پیغمبر اکرمؐ کی مقدس تصویر کو پیش کیا ہے اور حضورؐ کی پر جوش و خروش سیرت کو پہچنوایا ہے۔ امام سجادؑ امت کی ہدایت اور زعامت کرنے کے دعویداروں کو سکھا رہے ہیں کہ وہ پیغمبر اکرمؐ اور آپ کی آل اطہار سے پاکی، مہربانی، پیغامات کا درستی سے دریافت کرنے، مشکلات اور پریشانیوں کو برداشت کرنے اور حکمت عملی کا درس لیں۔

پیغمبر اکرمؐ کے چہرہ انور کی جو تصویر امام سجادؑ ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں وہ اس طرح ہے: پیغمبر اکرمؐ بارگاہ خداوندی میں اعلیٰ مقام اور درجہ کے مالک ہیں۔ آپ حبیب خدا، اس کے برگزیدہ بندہ، امانتدار وحی اور امام رحمت اور دلسوز پیشوا ہیں۔ آپ تمام فرشتوں اور انبیائے الٰہی کے سردار ہیں اور نیکیوں کے رہنما اور برکات کی کنجی ہیں۔ آپ خدا کی طرف رہنمائی کرنے والے اور ہدایت و نجات بشریت کا وسیلہ ہیں۔ پیغمبر اکرمؐ وہ ہیں جنہوں نے حق کو ادا کیا اور اپنے عہد پر وفا فرمایا، لہٰذا آپ پر مسلسل درود سلام بھیجنا چاہیے اور بارگاہ خدا میں آپ کے لیے اعلیٰ ترین مقام و درجات کی درخواست کرنی چاہئے۔ امام سجادؑ کی دعاؤں میں پیغمبر اکرمؐ کے سلسلے میں جو عنوانات ملتے ہیں وہ اس طرح ہیں:

امام رحمت اور امانت دار وحی:

پیغمبر اکرمؐ کی یہ خصوصیت صحیفہ سجادیہ کی دوسری دعا میں ملتی ہے۔ مکہ کے لوگ پیغمبر اسلامؐ کی امانتداری کے سبب آپ کو امین کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ خدائے رحمان نے بھی آپ کو اپنے وحی کا امین بنایا اور اپنے کلام اور قرآن کو آپ کے سپرد کیا:

اَللّٰھُمَّ فَصَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ اَمِینِكَ عَلیٰ وَحیِكَ وَ نَجِیبِكَ مِن خَلقِكَ وَ صَفِیِّكَ مِن عِبادِكَ اِمامِ الرَّحمةِ وَ قَائِدَ الخَیرِ وَ مِفتاحِ البَرَکةِ۔ ترجمہ: خدایا رحمت نازل فرما حضرت محمدؐ پر جو تیری وحی کے امین، تیری مخلوقات میں منتخب، تیرے بندوں میں خالص و مخلص، تیری رحمت کے امام، تیرے خیر کے قائد اور برکت کی کلید تھے۔[1]

حبیب:

وَ اَسأَلُكَ اَللّٰھُمَّ بِاَنَّ لَكَ المُلكَ وَ الحمدَ لا اِلٰہَ الّا اَنتَ اَن تُصَلِّیَ عَلیٰ مُحَمَّدٍ عَبدِكَ وَ رَسُولِكَ وَ حَبیبِكَ وَ صِفوَتِكَ و خِیَرَتِكَ مِن خَلقِكَ۔ ترجمہ: اور خدایا میرا سوال اس بنیاد پر کہ سارا ملک تیرا ہے اور ساری حمد تیرے لئے ہے اور تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے۔ حضرت محمد جو تیرے بندہ، رسول، محبوب، مصطفیٰ اور مخلوقات میں منتخب ہیں۔[2]

خاتم المرسلین:

صحیفہ سجادیہ کی سترہویں دعا میں امام سجادؑ پیغمبر اکرمؐ پر خاتم الانبیاء اور سید المرسلین کے عنوان سے درود و سلام بھیجتے ہیں اور اس کے بعد اپنے لئے اپنے چاہنے والوں کے لئے، اپنے بھائیوں کے لئے اور تمام مومنین و مومنات کے لئے شیطان کے جھوٹ، مکر، اور فریبوں سے پناہ کی دعا مانگتے ہیں۔

لغت میں خاتم اسے کہتے ہیں جس سے کسی چیز کو پورا اور مکمل کیا جاتا ہے۔ خط کے مکمل ہو جانے پہ اس پر جو مھر لگائی جاتی ہے اس کو خاتم بولتے ہے۔ پیغمبر اسلامؐ کے ذریعہ سلسلہ نبوت کا ختم ہونا مسلمانوں کے لئے روشن اور واضح امر ہے۔

۱۔ صحیفہ سجادیہ، دعا نمبر ۲، بند ۳

۲۔ ایضاً، دعا نمبر ۴۸، بند ۳

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّینَ وَ سَیِّدِ المُرسِلِینَ ۔ترجمہ:خدایا رحمت نازل فرما حضرت محمدؐ پر جو خاتم النبیّین اور سید المرسلین ہیں۔[1]

خِیرہ (منتخب)

امام سجادؑ نے صحیفہ سجادیہ کی متعدد دعاؤں میں پیغمبر اسلامؐ کے منتخب ہونے کی خصوصیت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ امامؑ نے بعض مقامات پر حضورؐ کی اس خصوصیت کو "صفی" (دعا نمبر ۲)، "مصطفیٰ" اور "صفوہ" (دعا نمبر ۴۷) جیسی تعابیر سے یاد کیا ہے۔ خدا کی طرف سے پیغمبر اسلامؐ کو منتخب کرنا اور آپ کو کمال نبوت سے فیضیاب کرنا در حقیقت آپ میں پائی جانے والی قابلیت، استعداد اور ظرفیتوں کی نشاندہی کرتی ہے۔ مولا علیؑ فرماتے ہیں:

كُلَّمَا نَسَخَ اللَّه الْخَلْقَ فِرْقَتَيْنِ جَعَلَه فِي خَيْرِهِمَا ۔ ترجمہ: جب بھی پروردگار نے مخلوقات کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے تو پیغمبر اکرم (ص) کو بہترین حصہ ہی میں رکھا ہے۔[2]

امام سجادؑ ارشاد فرماتے ہیں:

وَ اَنَّ مُحَمَّداً عَبدُكَ وَ رَسُولُكَ وَ خِيَرَتُكَ مِن خَلقِكَ حَمَّلتَهُ رِسالَتَكَ فَأَدّاها وَأَمَرتَهُ بِالنُّصحِ لِاُمَّتِهِ فَنَصَحَ لَها۔ ترجمہ: اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد تیرے بندہ، رسول، اور مخلوقات میں تیرے پسندیدہ ہیں، تو نے انہیں رسالت کا ذمہ دار بنایا تو انہوں نے پیغام کو پہنچا دیا اور امت کو نصیحت کا حکم دیا تو نصیحت فرما دی۔[3]

۱۔ صحیفہ سجادیہ، دعا نمبر ۱۷، بند ۱۵
۲۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۲۱۴
۳۔ صحیفہ سجادیہ، دعا ۶، بند ۲۲

وَ صَلِّ عَلی خِیَرَتِكَ اَللّٰهُمَّ مِن خَلقِكَ مُحَمَّدٍ وَ عِترَتِهِ الصَّفوَةِ من بَرِيَّتِكَ الطّاهِرينَ۔ ترجمہ: خدایا اپنی تمام مخلوقات میں پسندیدہ ترین فرد حضرت محمد اور ان کی پاکیزہ عترت پر صلوات کرنے والا بنادے۔[1]

رسول اور نبی

پیغمبر اسلامؐ رسول اور نبی ہیں اور اس بات کا تذکرہ صحیفہ سجادیہ میں بار بار ہوا ہے۔ (دعا نمبر ۲، ۴، ٦، ۴۲، ۴۵ اور ۵۴)۔ لفظ رسول رسل سے ماخوذ ہے اور اس کا مطلب ہے امتداد اور حرکت کرنا۔

وَالحَمدُ للهِ الَّذی مَنَّ عَلَینا بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّهِ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَ آلِهِ دُونَ الأُمَمِ الماضِیَةِ وَ القُرونِ السَّالِفَةِ۔ ترجمہ: شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم پر یہ احسان کیا کہ تمام گذشتہ امتوں اور ماضی کے زمانوں کو چھوڑ کر پیغمبر اسلام کو ہمارے درمیان بھیجا۔[2]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلی مُحَمَّدٍ عَبدِكَ وَ رَسُولِكَ وَ اَهلِ بَیتِهِ الطاهِرینَ۔ ترجمہ: خدایا اپنے بندے اور رسول حضرت محمد پر رحمت نازل فرما اور ان کے اہل بیت طاہرین پر بھی۔[3]

اس کے علاوہ صحیفہ سجادیہ کے دوسرے مقامات پر بھی حضرت محمدؐ کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں جیسے کہ سید المرسلین (دعا ٦)، صفوہ (دعا ۴۸)، صفی (دعا ۲)، عبد (متعدد دعاؤں میں)، قائد خیر (دعا ۲)، المحمدیہ الرفیعہ (دعا ۴۸)، مصطفیٰ (دعا ۴۷)، مفتاح برکت (دعا ۲)، مقرب، ملھم، مکرم و منتخب (دعا ۴۷)، نبی (مختلف دعاؤں میں) اور نجیب (دعا ۲)۔

پیغمبر اکرمؐ کا بلند مرتبہ امام سجادؑ کی نظر میں

امام سجادؑ کی نگاہ میں پیغمبر اکرمؐ ایک بلند اور اعلیٰ مرتبہ کے مالک ہیں جن کے وسیلہ سے انسان قرب الہی کے مرتبہ تک پہنچ سکتا ہے اور خود کو دشمنوں کے شر اور ان کے مکر سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ امام سجادؑ

۱۔ صحیفہ سجادیہ، دعا ۳۴، بند ۵
۲۔ ایضاً، دعا نمبر ۲، بند ۱
۳۔ ایضاً، دعا ۲۴، بند ۱

صحیفہ سجادیہ کی انچاسویں دعا میں اللہ تعالیٰ سے دشمنوں کے مکر وفریب کو دور کرنے اور ان کی طرف سے وارد ہونے والی سختیوں اور بلاؤں کو انہیں کی طرف لوٹانے کی درخواست کرتے ہیں اور اسی دعا کے اختتامی فقرات میں فرماتے ہیں:

اللّٰهُمَّ فَإِنِي اَتَقَرَّبُ اِلَيكَ بَالمُحَمَّدِيَّةِ الرَّفِيعَةِ وَ العَلَوِيةِ البَيضاءِ وَ اَتَوَجَّهُ اِلَيكَ بِهِمَا أَن تُعِيذَنِي مِن شَرِّ كَذا وَكَذا ۔ ترجمہ: اے میرے معبود! میں محمدؐ کی بلند پایہ منزلت اور علیؑ کے مرتبۂ روشن ودرخشاں کے واسطے سے تجھ سے تقرب کا خواستگار ہوں اور ان دونوں کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوں تاکہ مجھے ان چیزوں کی برائی سے پناہ دے جن سے پناہ طلب کی جاتی ہے۔[1]

پیغمبر اکرمؐ پر امام سجادؑ کی مخصوص صلوات

حمد و ثنائے پروردگار اور خدا کی بارگاہ میں شکرانہ کے بعد امام سجادؑ نے سب سے زیادہ پیغمبر اکرمؐ اور آپ کے خاندان اطہار پر درود وسلام پر توجہ کی ہے۔ صحیفہ سجادیہ میں تقریبا ۲۲۰ مرتبہ پیغمبر اکرمؐ پر سلام و صلوات بھیجی گئی ہے۔ جیسا کہ اس سے پہلے بھی ذکر کیا گیا کہ امام سجادؑ کا پیغمبر اکرمؐ پر صلوات پڑھنا انسانوں کو ان خوبصورت نمونے اور مثالی شخصیتوں کی طرف توجہ دلانا ہے جن سے معاشرے کی اصلاح میں مدد ہو سکتی ہے۔ استاد محمد رضا حکیمی کی تعبیر کے مطابق امام ذکر صلوات اور محمد وآل محمد پر درود کے مسلسل تکرار سے صالح نظام اور حکومت حق کو ذہنوں میں زندہ کرنا چاہتے ہیں اور حقیقی رہبران عدالت کو پہچنوانا چاہتے ہیں۔ آپ الٰہی مربی کی یاد کو زندہ کرکے صالح نظام کو پہچنوار ہے ہیں۔

امامؑ صحیفہ سجادیہ کی اکثر دعاؤں میں مختلف صورتوں سے رسول اکرمؐ پر درود بھیجتے ہیں۔ صلوات کی اہمیت کسی بھی مسلمان پر پوشیدہ نہیں ہے۔ خدا قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

۱۔ صحیفہ سجادیہ، دعا ۴۹، بند ۱۶

إِنَّ اللَّـهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۔ترجمہ: بیشک اللہ اور اس کے ملائکہ رسول پر صلوٰات بھیجتے ہیں تو اے صاحبانِ ایمان تم بھی ان پر صلوٰات بھیجتے رہو اور سلام کرتے رہو ۔[1]

عربی ادب سے آشنائی رکھنے والے افراد بخوبی جانتے ہیں کہ فعل مضارع استمرار پر دلالت کرتا ہے، یعنی خدا اور فرشتگان الٰہی مسلسل نبی کریمؐ پر درود و سلام بھیج رہے ہیں اور اہل ایمان کو بھی حکم ہے کہ آپ پر درود بھیجتے رہیں۔

پیغمبر اکرمؐ اور آپ کے خاندان اطہار کے لئے خدا کی بارگاہ میں درود و سلام کی درخواست کرنا جہاں ایک طرف اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ ہم نے رسول اللہؐ کی دعوت حق اور اماموں کی جانشینی کو قبول کیا ہے، وہیں دوسری جانب رسول اللہؐ اور آپ کے آل اطہار سے محبت کا بھی مظاہرہ ہے اور اسی طرح پیغمبر اسلامؐ اور معصوم اماموں سے تجدید بیعت کی بھی گواہی ہے۔امام صادقؑ رسول اکرمؐ پر صلوات بھیجنے کے فلسفے کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

جو بھی پیغمبر اکرمؐ پر درود بھیجتا ہے، اس کا مطلب وہ گواہی دے رہا ہے کہ خدا سے جو عہد اس نے کیا ہے، اس پر وہ وفادار رہے گا[2]۔

شیخ کلینی نے اپنی کتاب اصول کافی میں ایک باب الصلاۃ علی النّبی محمّد و اھل بیتہ کے عنوان سے کھولا ہے جس میں ۲۱ حدیثیں صلوات کی اہمیت اور اس کے آثار کے بارے میں درج کی ہیں اور اسے خاص طور سے دعا کی اجابت کے لئے شرط بتایا ہے ۔

علامہ طباطبائی مذکورہ آیت کے ذیل میں اہل سنت کی ایک حدیث کا ذکر کرتے ہیں اور سیوطی کی ان ۱۸ احادیث کو بھی بیان کرتے ہیں جو آل محمد کے صلوات میں شریک ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ اس کے بعد تحریر کرتے ہیں: اس سلسلے میں شیعہ روایتیں حد احصاء سے بڑھ کر ہیں اور ان کو شمار کرنا ناممکن ہے [3]۔

۱۔ سورہ احزاب، آیت ۵۶
۲۔ شیخ صدوق، محمد بن علی، معانی الاخبار، ص ۱۱۶
۳۔ طباطبائی، سید محمد حسین، المیزان، جلد ۱۶، ص ۳۴۴

بعض مقامات پر امام سجادؑ بہترین درود و سلام اور بے شمار گرانقدر تحائف رسول اکرمؐ کی خدمت میں پیش کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

اللّٰھُمَ صَلِّ عَلي مُحَمَّدٍ عَبدِكَ وَ رَسُولِكَ وَ آلِ مُحَمَّدٍ صَلوۃً عَالِیۃً عَلي الصَّلَوَاتِ مُشْرِفَۃً فَوقَ التَّحِیاتِ صَلوۃً لَا یَنتَھي اَمَدُھَا وَ لَا یَنقَطِعُ عَدَدُھَا کَاَتَمِّ مَا مَضي مِن صَلَواتِكَ عَلَي اَحَدٍ مِن اَولِیائِكَ۔ ترجمہ: خدایا! حضرت محمدؐ پر رحمت نازل فرما جو تیرے بندہ اور رسول ہیں اور آل محمدؐ پر بھی وہ صلوات نازل فرما جو تمام صلواتوں سے بلند تر اور تمام تجلیات میں سب سے زیادہ نمایاں ہو۔ وہ صلوات جس کی مدت تمام نہ ہو اور جس کے عدد کا سلسلہ ختم نہ ہو۔ ایسی مکمل ترین صلوات جو تو نے ماضی میں کسی بھی ولی پر نازل کی ہے۔[1]

یا دعا نمبر ۱۳، بند ۲۴ میں فرماتے ہیں:

وَ صَلِّ عَلَي مُحَمَّدٍ وَ آلِہ صَلَاۃً دَائِمَۃً نَامِیۃً لا اِنقِطاعَ لابَدِھَا وَ لا مُنتَھي لامَدِھا وَ اجعَل ذَلِكَ عَوناً لِي وَ سَبَباً لِنَجاحِ طَلِبَتِي اِنَّكَ وَاسِعٌ کَرِیمٌ۔ ترجمہ: اور محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما جو دائمی اور بڑھنے والی ہو اور جس کی ابدیت تمام نہ ہو اور اس کی مدت کی انتہا نہ ہو اور اسی صلوات کو میرے لئے مددگار اور میرے مقاصد کی کامیابی کا ذریعہ بنادے کہ تو صاحب وسعت اور کریم ہے۔

ان مقامات پر امامؑ نے ہمیشہ کی طرح بارگاہِ حق میں محمدؐ و آل محمدؐ کے لئے درود و سلام کی درخواست کرتے ہوئے، صلوات کے فلسفہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ حاجات کی قبولی میں صلوات کس قدر مددگار ہے۔ دعا نمبر ۳۲ بند ۳۴ جو کہ آپ کی نماز شب کے بعد کی دعا ہے، میں آپ فرماتے ہیں:

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی مُحَمَّدٍ وَ آلِہِ إذا ذُکِرَ الابرارُ وَ صَلِّ عَلَی مُحَمَّدٍ وَ آلِہَ مَا اختَلَفَ اللّیلُ وَ النَّھارُ صَلوۃً لَا یَنقَطِعُ مَدَدُھَا وَ لَا یُحصَي عَدَدُھَا صلاۃً تَشحَنُ الھَواءَ وَ تَملَأُ الارضَ وَ السَّماءَ۔ ترجمہ: خدایا! محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اس وقت جب نیک کرداروں کا ذکر کیا جائے اور محمد و آل محمد پر جب تک روز و شب کی آمد و رفت برقرار ہے ایسی

۱۔ صحیفہ سجادیہ، دعا نمبر ۲۷، بند ۱۸

رحمت نازل فرما جو منقطع نہ ہو اور جسے شمار نہ کیا جاسکے۔ ایسی رحمت جو فضا کو معمور کردے اور آسمان و زمین کو وسعتوں سے بھر دے۔

اس دعا میں امام سجادؑ خدا کی بارگاہ میں اس وقت تک محمدؐ وآل محمدؐ کے لئے درود وسلام کی درخواست کرتے ہیں جب تک نیکوکاروں کا ذکر ہو اور ان کو یاد کیا جائے، جب تک شب و روز کے آنے جانے کا سلسلہ قائم رہے، وہ بھی ایسا درود وسلام جن کو شمار کرنا ممکن نہ ہو، جو زمین وآسمانوں کو بھر دے اور اس طرح بھر دے کہ وہ خوشنود ہو جائیں اور خوشنودی کے بعد بھی درود وسلام کا سلسلہ نہ رکے۔

دعا نمبر ۴۴ میں امام سجادؑ خدا سے محمدؐ وآل محمدؐ کے لئے ہر وقت، ہر گھڑی اور ہر حال میں درود و صلوات کی درخواست فرماتے ہیں۔ امامؑ ایسی رحمت کی دعا فرماتے ہیں جو خدا نے کسی پر بھی نازل نہ کی ہو اور سب کی رحمتوں سے دوگنی چوگنی ہو، جس کو خدا کے علاوہ کوئی شمار نہ کر سکے:

اللهم صل على محمد و آله ، في كل وقت و كل اوان و على كل حال عدد ما صليت على من صليت عليه و اضعاف ذلك كله بالاضعاف التي لا يحصيها غيرك۔

دعا نمبر ۴۸ (روز جمعہ و عید الضحی کی دعا) کے اختتامی فقرات میں امام سجادؑ ان دو اسلامی اعیاد کے موقعہ پر مسلسل محمد وآل محمد پر درود و صلوات بھیجتے ہیں اور دعا کے بعد رسول خداؐ پر ایک ہزار مرتبہ درود بھیجتے ہیں اور دعا پڑھنے والے سے بھی چاہتے ہیں کہ وہ بھی اسی طرح دعا کرے:

ثُمَّ تَدْعُو بِمَا بَدَا لَكَ وَ تُصَلِّي عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ أَلْفَ مَرَّةٍ هَكَذَا كَانَ يَفْعَلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

پیغمبر اکرمؐ امام رحمت

قرآن میں مختلف مقامات پر پیغمبر اکرمؐ کے امام رحمت ہونے کی بات ہوئی ہے اور امام سجادؑ کے صحیفہ سجادیہ میں بھی جگہ جگہ پر پیغمبر اسلامؐ کی اس اہم خصوصیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ آپ کا لوگوں کے لئے رحمت ہونا ہی در حقیقت وہ خصوصیت تھی جس نے لوگوں کو آپ کی طرف مجذوب کیا۔ آپ کا وجود مقدس عالم بشریت کے لئے ہر زاویہ سے رحمت کا باعث تھا۔ آپ کا اپنے سرسخت اور کینہ پرور دشمنوں کے ساتھ رحیمانہ برتاؤ اور اپنی امت کے لئے آخرت میں شفاعت کی درخواست خود رحمت ہے۔ یہاں تک کہ آپ کی جنگ بھی جس کا مقصد بشریت کو فکری موانع سے نجات دلانا اور بتوں کے چنگل سے آزادی فراہم کرنا ہی، رحمت ہے۔

صحیفہ سجادیہ کی دوسری دعا میں اس خصوصیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ شارح صحیفہ سجادیہ سید علی خان مدنی اس بارے میں لکھتے ہیں:

امامؑ کا مطلب ہے پیشوا (وہ رہبر جس کی اقتدا کی جائے)، رحمت، مہربانی، خدا کی مخلوقات کے لئے ہمدردی اور ان کے حق میں محبت اور نیکی کرنا۔[1]

وہ آگے تحریر کرتے ہیں:

امام کے ساتھ رحمت کی اضافت یا تو لام اختصاص کے معنی میں ہے یعنی رحمت کے لئے مخصوص امام یا یہ اضافت بیانی ہے یعنی رحمتوں سے بنا ہوا امام، لہٰذا ایک ایسا امام جس کا وجود رحمت ہے گویا وہ خود رحمت ہے۔ یہ آیہ شریفہ اسی طرف اشارہ کرتی ہے: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔[2] حدیث میں وارد ہوا ہے: انما انا رحمة مهداة: میں مخلوقات کے لئے رحمت کی شکل میں تحفہ ہوں اور ایک دوسری حدیث میں ہے: جعلني رسول الرحمة: خدا نے مجھے رسول رحمت قرار دیا ہے۔[3]

پیغمبر اسلامؐ عبدِ خدا

امام سجادؑ صحیفہ کی مختلف دعاؤں میں (دعا نمبر ۶، ۲۴، ۲۷، وغیرہ) رسول اللہ کے عبد خدا ہونے پر تاکید فرماتے ہیں۔ عبدِ خدا ہونے کا مقام آپ کے لئے باعث فخر تھا اور اسی لئے تواضع کے سبب آپ خود کو خدا کے بندوں میں سب سے زیادہ عبد مانتے تھے۔ علامہ مجلسی امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز رسول خداؐ کا گذر ایک بدوو یا بد زبان عورت کے سامنے سے ہوا جو زمین پر بیٹھ کر کھانا کھانے میں مصروف تھی۔ اس عورت نے آپ سے کہا: ائے محمد! خدا کی قسم تم بھی بندوں کی طرح کھاتے اور بیٹھتے ہو۔ رسول خداؐ نے جواب میں فرمایا: وَيحك! أيّ عبد أعبد منّي، کون بندہ ہے جس میں مجھ سے زیادہ خدا کی بندگی ہے۔

۱۔ حسینی مدنی، سید علی خان، ریاض السالکین، ص ۴۵۷

۲۔ سورہ انبیاء، آیت ۱۰۷

۳۔ مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، جلد ۱۶، ص ۱۹۳ اور ۹۴

خدائے سبحان نے بھی سورہ اسراء میں پیغمبر اکرمؐ کو اسی عنوان سے یاد کیا ہے:

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ۔ ترجمہ: پاک و پاکیزہ ہے وہ پروردگار جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے اطراف کو ہم نے بابرکت بنایا ہے تاکہ ہم اسے اپنی بعض نشانیاں دکھلائیں بیشک وہ پروردگار سب کی سننے والا اور سب کچھ دیکھنے والا ہے۔[1]

ابن فارس لفظ عبد کی اصل کے بارے میں لکھتے ہیں:

أصلان صحيحان و الاوّل يدلّ على لين و ذلّ والآخر على شدّة و غلظة۔

لفظ عبد کے دو اصل ہیں: ایک کا مطلب نرم اور خود کو چھوٹا کرنا ہے اور دوسرے کا مطلب شدّت و صلابت ہے۔[2]

پیغمبر اکرمؐ مقام بندگی نیز لوگوں کے حقوق کی رعایت کے سلسلہ میں بہت متواضع اور فروتن ہوا کرتے تھے۔اسی طرح حق کی پیروی کے موقع پر دشمنوں کے مقابلے میں سرسخت ہوا کرتے تھے اور کسی بھی طرح کا روحی اور روانی دباؤان پر اثرانداز نہیں ہوتا تھا۔

ب۔سیرت پیغمبر اسلامؐ صحیفہ سجادیہ کی روشنی میں

سیرہ نبویؐ کے مختلف زوایا ہیں لیکن امام سجادؑ کے کلام میں رسول اکرمؐ کی دو خاص اور تاثیر گزار سیرت دیکھنے کو ملتی ہے جن میں سے ایک آپ کی تبلیغی سیرت ہے اور دوسری آپ کی فوجی سیرت اور حکمت عملی۔

تبلیغی سیرت

امام سجادؑ نے مختلف مقامات پر پیغمبر اسلامؐ کی تبلیغی سیرت کے مختلف پہلوؤں کی طرف اشارہ کیا ہے جن کی ہم ایک ایک کرکے تجزیہ و تحلیل کریں گے۔

۱۔ سورہ اسراء، آیت ۱

۲۔ ابن فارس، احمد، معجم مقاییس اللغۃ، ذیل مادّہ «عبد»

خلوص نیت اور مقدس ہدف: پیغمبر اکرمؐ اپنی رسالت اور اپنے ہدف پر یقین رکھتے تھے اور خدا کے احکام پر عمل کرنے کے دوران، آپ نے بہت سی مشکلات کو برداشت کیا۔ دین خدا کی تبلیغ میں آپ نے اعجاب انگیز استقامت کا مظاہرہ کیا۔ امام سجادؑ کے کلام کے مطابق آپ کا ہدف خدا کے دین کو اعزاز دلانا اور کفار کو حضرت حق کے مقابل میں مغلوب کرنا تھا۔

امام سجادؑ صحیفہ کی دوسری دعا میں پیغمبر اکرمؐ کے قیام کی تفصیل بیان کرتے ہوئے یہ بتاتے ہیں کہ کس طرح آپ نے حکم خدا کو انجام دینے کے لئے اپنے جسم کو معرض خطر میں ڈالا اور تبلیغ رسالت اور دعوت حق کی راہ میں مصائب برداشت کئے اور دیار غربت کی طرف ہجرت کی۔ امامؑ فرماتے ہیں:

وَ هَاجَرَ إلی بِلادِ الغُربَةِ وَ مَحَلِّ النايِ عَن مَوطَنِ رَحلِهِ و مَوضِعِ رِجلِهِ وَ مَسقَطِ رَاسِهِ وَ مَانَسِ نَفسِهِ إرادةً مِنهُ لِاعزازِ دِينِكَ وَ استِنصاراً عَلي اَهلِ الكُفرِ بِكَ۔ ترجمہ: وطن سے ادھر ہجرت کی جو غربت کا شہر تھا اور اپنے کو ساز و سامان زندگی کی منزل سے دور رکھا اس جگہ سے دور جہاں پیر رکھے تھے اور جہاں دنیا میں آئے تھے اور جس جگہ سے نفس مانوس تھا۔ صرف اس لئے کہ وہ تیرے دین کا اعزاز چاہتے تھے اور اہل کفر کے مقابلہ کے لئے مددگاروں کی تلاش میں تھے۔

نصیحت اور خیر خواہی: امام سجادؑ نے صحیفہ سجادیہ کی مختلف دعاؤں میں پیغمبر اکرمؐ کی اس خصوصیت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ دوسری دعا میں آپ ارشاد فرماتے ہیں:

و شغلها بالنصح لاهل دعوتك۔ ترجمہ: اور اپنے نفس کو ان لوگوں کے پند و نصیحت کرنے میں مصروف رکھا جنہوں نے تیری دعوت کو قبول کیا۔

چھٹی دعا میں آپ ارشاد فرماتے ہیں:

و امرته بالنصح لامته فنصح لها۔ ترجمہ: تو نے انہیں امت کو اپنا پیغام پہچانے اور پند و نصیحت کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے نصیحت فرمائی۔

امامؑ بیالیسویں دعا میں ایک مقام پر فرماتے ہیں: و نصح لعبادك۔ ترجمہ: پیغمبر اکرمؐ نے خلوص کے ساتھ خدا کے بندوں کو پند و نصیحت فرمائی۔

دلچسپ بات یہ بھی ہے کہ پیغمبر اکرمؐ کے مخاطبین کبھی اہل دعوت، کبھی امت اور کبھی عباد کے الفظ سے تعبیر کئے گئے ہیں۔ ان الفاظ کے حقیقی معنی میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ خداسب کو سعادت کی طرف دعوت دیتا ہے۔ وَاللّٰهُ يَدْعُو إِلَىٰ دَارِ السَّلَامِ۔[1] اور آپ کی بعثت کے بعد سے روز قیامت تک سبھی افراد آپ کی امت (امت دعوت) شمار ہونگے۔ دنیا کے تمام لوگ خدا کے بندے ہیں اور پیغمبر اکرمؐ سب کو خالصانہ نصیحت فرماتے تھے اور ان کی بدسلوکیوں کو برداشت کرتے تھے۔

پیغام رسالت کا موضوع: پیغمبر اکرمؐ کی تبلیغ کا موضوع خدا کی رسالت، خدا کا حکم اور قرآن تھا۔ قرآن کا علم اور اعجاز پوری طرح سے آپ پر الہام ہوا تھا۔ امام سجادؑ بیالیسویں دعا (ختم قرآن کی دعا) میں فرماتے ہیں: و الهمته علم عجائبه مكملا ، بار الہا تو نے قرآن کے علم اور اس کے عجائب کو پوری طری سے اپنے حبیب کو القا فرمایا۔ اسی دعا میں امامؑ فرماتے ہیں: فصلّ علی محمد الخطيب به ۔ ترجمہ: درود و سلام محمد پر جنہوں نے خطبہ پڑھا (اور لوگوں کو نصیحت فرمائی)۔

امام سجادؑ نے پیغمبر اسلامؐ کے لئے بہترین انعامات کی درخواست کرتے وقت بھی پیغام رسالت کے مواد کی طرف اشارہ فرماتے ہیں:

اللّٰهُم اجزِه بِمَا بَلَّغَ مِن رِسَالاتِكَ وَ اَدّي مِن اٰياتِكَ وَ نَصَحَ لِعِبَادِكَ وَ جَاهَدَ فِي سَبيلِكَ أفضَلَ مَا جَزَيتَ اَحَداً مِن مَّلائِكَتِكَ المُقَرّبِينَ وَ أنبِيائِكَ المُرسِلينَ المُصطَفينَ۔ ترجمہ: خدایا! انہیں اپنے پیغامات کے پہنچانے، اپنی آیات کی تبلیغ کرنے اور اپنے بندوں کو نصیحت کرنے اور اپنی راہ میں جہاد کرنے کا وہ اجر عطا فرما جو ان تمام جزاؤں سے بالاتر ہو جو تو نے ملائکہ مقربین یا انبیا مرسلین مصطفین کو عطا فرمائی ہے۔[2]

دین کے حوالے سے لکھنے اور بولنے والوں کے لئے پیغمبر اکرمؐ کا طریقہ ایک دلچسپ سبق اور مناسب نمونہ کار ہے کہ وہ بھی اپنی تبلیغ اور پیغام کو پہچانے کے لئے قرآن کو اپنا معیار قرار دیں۔

۱۔ سورہ یونس، آیت ۲۵

۲۔ صحیفہ سجادیہ، دعا نمبر ۴۲، بند ۲۲

تبلیغ کرنے کا طریقہ: اللہ تعالی نے جس طرح سے پیغمبر اکرمؐ کو حکم دیا تھا، آپ نے اسی طرح سے پیام الہی کو روشن و واضح طریقے سے لوگوں تک پہنچایا:

فَاصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ وَأَعۡرِضۡ عَنِ الۡمُشۡرِكِينَ ۔ ترجمہ: پس آپ اس بات کا واضح اعلان کردیں جس کا حکم دیا گیا ہے اور مشرکین سے کنارہ کش ہو جائیں۔[۱]

امام سجادؑ بیالیسویں دعا میں اس روش کی طرف اس طرح سے اشارہ فرماتے ہیں: صدع بأمرك ۔

مشکلات کا سامنا اور ان کو برداشت کرنا: صحیفہ سجادیہ کی دوسری دعا جو کہ رسول اکرمؐ پر صلوات کے لئے مخصوص ہے، اس میں امام سجادؑ آپ کی سیرت کے ایک اور پہلو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَعَرَّضَ فِيكَ لِلمَكروهِ بَدَنَهُ ...وَ اَدأَبَ نَفسَهُ فِي تَبلِيغِ رِسَالَتِكَ وَ اَتعَبَهَا بِالدُّعَاءِ اِلَي مِلَّتِكَ۔ ترجمہ: اور تیری راہ میں اپنے جسم کو ہر طرح کے آزار کا نشانہ بنایا... اور تیرے پیغام کو پہنچانے کے لیے تکلیفیں اٹھائیں اور دین کی طرف دعوت دینے کے سلسلہ میں زحمتیں برداشت کیں۔

شجاعت اور شہامت: دین خدا کی تبلیغ کے سلسلہ میں پیغمبر اکرمؐ کی ایک اہم خصوصیت آپ کا شجاع اور باشہامت ہونا ہے۔ آپ اپنے قبیلہ اور قوم میں موجود دشمنوں سے بھی شجاعت کے ساتھ پیش آتے تھے اور ہم سب جانتے ہیں کہ قبیلہ والوں سے رشتہ بگاڑنا اور ان کے جاہلانہ راہ و رسم سے مقابلہ کرنا کس قدر مشکل کام ہے جس کے لئے خاص شہامت و شجاعت کی ضرورت ہے۔

امام سجادؑ دوسری دعا میں مختلف مقامات پر اس خصوصیت کی طرف اشارہ فرماتے ہیں:

وَكَاشَفَ فِي الدُّعاءِ اِلَيكَ حَامَّتَهُ وَ حَارَبَ فِي رِضَاكَ اُسرَتَهُ وَ قَطَعَ فِي اِحياءِ دِينِكَ رَحِمَهُ وَ اَقصَي الاَدنَينَ عَلَي جُحُودِهِم وَ قَرَّبَ الاَقصَينَ عَلي استِجَابَتِهِم لَكَ۔ ترجمہ: لوگوں کو تیری طرف دعوت دینے میں اپنے عزیزوں سے بھی مقابلہ کیا، اور تیری رضا کے لئے اپنے قوم قبیلے سے جنگ کی اور تیرے دین کو زندہ کرنے کے لئے سب

۱۔ سورہ حجر، آیت ۹۴

رشتے ناطے قطع کر لئے۔ نزدیک کے رشتہ داروں کو انکار حق کی وجہ سے دور کر دیا اور دور والوں کو اقرار کی وجہ سے قریب کیا۔ اور تیری وجہ سے دور والوں سے دوستی اور نزدیک والوں سے دشمنی رکھی۔

ہجرت کو قبول کرنا: اپنے وطن اور جائے ولادت کو چھوڑ کر کسی پرائے شہر کو کوچ کرنا اور غربت کو برداشت کرنا بہت دشوار امر ہے۔ پیغمبر اکرمؐ نے مکہ سے اپنے گہرے لگاؤ کے باوجود وہاں سے کوچ فرمایا تا کہ دین الٰہی کو اعزاز دلا سکیں اور لوگوں تک خدا کا پیغام پہنچانے کے لئے ایک مناسب جگہ حاصل کریں۔ آپ نے کچھ دنوں کے لئے طائف کی طرف کوچ کیا اور اس کے بعد یثرب کی طرف دائمی ہجرت فرمائی جو کہ تاریخ اسلام میں مدینہ النبی (نبی کا شہر) کے نام سے جانا جاتا ہے:

وَ هَاجَرَ اِلي بِلادِ الغُربَةِ وَ مَحَلِّ النَأيِ عَن مَّوطِنِ رَحلِهِ وَ مَوضِعِ رِجلِه وَ مَسقَطِ رَأسِهِ وَ مَأنَسِ نَفسِهِ۔ ترجمہ: وطن سے ادھر ہجرت کی جو غربت کا شہر تھا اور اپنے کو ساز و سامان زندگی کی منزل سے دور رکھا اس جگہ سے دور رکھا جہاں پیر رکھے تھے اور جہاں دنیا میں آئے تھے اور جس جگہ سے نفس مانوس تھا۔[1]

ج۔ پیغمبر اکرمؐ کی جنگی سیرت اور آپ کی فوجی حکمت عملی

عام طور سے پیغمبر اکرمؐ کی سیرت کے سلسلے میں تحقیق و تحلیل کرنے والوں نے آپ کے فردی اخلاق و سیرت کے بارے میں گفتگو کی ہے، جیسے کہ آپ کے لباس پہننے، کھانا کھانے اور بیٹھنے کا طریقہ، عبادت کرنے کا انداز، عورتوں، بچوں اور غلاموں سے پیش آنے کا انداز، آپ کی عفو و بخشش وغیرہ۔ مختصرا یہ کہ سب نے آپ کی تبلیغی اور اجتماعی سیرت کے سلسلے میں بات کی ہے لیکن پیغمبر اکرم کی جنگی سیرت اور آپ کی فوجی تدابیر کے سلسلے میں کمتر گفتگو ہوئی ہے اور سیرت نبوی کے بعض پہلوؤں کی تحلیل سے لوگ ابھی بھی غافل ہیں۔ ایسے میں امام سجادؑ کے کلام میں پیغمبر اکرمؐ کی سیرت کے اس پہلو پر خاص توجہ دی گئی ہے۔

۱۔ صحیفہ سجادیہ، دعا نمبر ۲، بند ۱۶

غیبی امداد پر بھروسہ اور ظاہری کمزوری کی طرف توجہ: امام سجادؑ صحیفہ کی دوسری دعا میں اس حقیقت کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ بظاہر تو پیغمبر اکرمؐ عِدّہ اور عُدّہ کے لحاظ سے ناتوان اور ضعیف تھے لیکن آپؐ نے خدا سے مدد اور فتح کی درخواست فرما کر اور اس سے طاقت کی التجا کر کے اپنی کمزوری کو اپنی طاقت میں تبدیل کر دیا. آپؐ خدا کی حمایت اور اس کی غیبی امداد پر بھروسہ کرتے ہوئے جنگ کے میدان میں ہدف کی طرف اپنی راہ کا آغاز فرمایا۔ امام سجادؑ فرماتے ہیں:

فنهد اليهم مستفتحا بعونك و متقويا علي ضعفه بنصرك۔ ترجمہ: وہ تیری نصرت سے فتح وکامرانی چاہتے ہوئے اور اپنی کمزوری کے باوجود تیری مدد کی پشت پناہی پر دشمنوں کے مقابلہ کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔[۱]

پیغمبر اکرمؐ کی تہاجمی حکمت عملی: دشمنان اسلام کو روحی اور نفسیاتی لحاظ سے کمزور کرنے، توحید کے راستے میں آنے والے کانٹوں کو ہٹانے اور عالم بشریت کو ہر قسم کے بتوں سے آزادی دلانے کے لئے پیغمبر اکرمؐ نے دشمنوں پر حملہ کرنے اور ان پر چڑھائی کرنے کی حکمت عملی سے کام لیا۔ یہ بھی آپ کی ان برجستہ سیرتوں میں سے ہے جس کی طرف امام سجادؑ نے صراحت کے ساتھ اشارہ فرمایا ہے:

فَغَزاهُمَ فِي عُقرِ دِيَارِهِم وَ هَجَمَ عَلَيهِم فِي بُحبُوحَةِ قَرارِهِم۔ ترجمہ: اور پھر دشمنوں سے ان کے گھر کے اندر جنگ کی اور ان کے ٹھکانوں کے بیچوں بیچ پر حملہ کر دیا۔[۲]

مکتب رسالتؐ کے سب سے بڑے شاگرد مولائے متقیان علیؑ کو ۳۸ ہجری میں جب شہر انبار پر معاویہ کی فوج کے حملے کی خبر ملی اور آپ نے کوفہ والوں کی سستی دیکھی تو آپ نے جہاد کی فضیلت کے سلسلہ میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

فَوَاللّٰہ مَا غُزِيَ قَوْمٌ قَطُّ فِي عُقْرِ دَارِهِمْ إِلَّا ذَلُّوا۔ ترجمہ: خدا کی قسم جس قوم سے اس کے گھر کے اندر جنگ کی جاتی ہے اس کا حصہ ذلت کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا ہے۔[۳]

۱۔ صحیفہ سجادیہ، دعا نمبر ۲
۲۔ ایضاً، دعا ۲، بند ۲۰
۳۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۲۷

مولائے کائناتؑ کے استاد پیغمبر اکرمؐ بخوبی اس حکمت سے آگاہ تھے۔ مدینہ میں اسلامی حکومت برپا کرنے اور بدر، احد اور احزاب کی جنگوں میں مجاہدین اسلام کے زبردست دفاعی کارناموں کے بعد پیغمبر اکرمؐ نے دشمنوں پر حملہ کرنے اور ان کے ٹھکانوں پر یلغار کرنے کو اپنا شیوہ بنایا۔ اپنے دس سالہ دور حکومت میں پیغمبر اکرمؐ کی آدھی جنگیں تہاجمی شکل میں تھیں۔ پانچویں ہجری میں جنگ خندق میں غیبی امداد اور مولائے کائناتؑ کی فداکاریوں اور آپ کے ہاتھوں عمرو بن عبدود کے قتل کے بعد مسلمانوں کو فتح حاصل ہونے سے لیکر چھٹیں ہجری تک پیغمبر اکرمؐ نے تقریباً ۲۵ جنگی ٹولیوں کو دشمن کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔

پیغمبر اکرمؐ، فاتح میدان کارزار اور اہداف عالیہ میں کامران: امام سجادؑ پیغمبر اکرمؐ کی تبلیغی سیرت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ نے دین خدا کو اعزاز دلانے اور کفر پر فتح حاصل کرنے اور ان چیزوں کو محقق کرانے میں جو آپ دشمنان اسلام کے لئے چاہتے تھے، کس طرح تدابیر انجام دیں۔ آپ نے اپنے چاہنے والوں کو بلند مقاصد تک پہنچانے کے لئے ہجرت جیسی دشواریوں کو برداشت کیا۔ اس کے بعد امامؑ ارشاد فرماتے ہیں:

حَتّٰی اسْتَتَبَّ لَهُ مَا حَاوَلَ فِي اعدائِكَ وَ اسْتَتَمَّ لَهُ مَا دَبَّرَ فِي اَولِيائِكَ۔

ترجمہ: یہاں تک کہ انہوں نے جو کچھ تیرے دشمنوں کے بارے میں چاہا تھا وہ بھی مکمل ہو گیا اور جو تدبیر تیرے دوستوں کے بارے میں کی تھی وہ بھی منزل اتمام کو پہنچ گئی [۱]۔

اسی دعا میں ایک دوسرے مقام پر امام سجادؑ، پیغمبر اکرمؐ کی جنگی سیرت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

حَتّٰى ظَهَرَ اَمرُكَ وَ عَلَت كَلِمَتُكَ وَ لَو كَرِهَ المُشرِكُونَ۔ ترجمہ: یہاں تک کہ تیرا دین (شریعت) غالب اور تیرا کلمہ بلند ہو کر رہا۔ اگرچہ مشرکین اسے ناپسند کرتے رہے۔

جی ہاں اور کہنا ہوگا کہ خدائے کریم ایسا نہیں ہے جو اپنے پیغمبر کو اکیلا اور تنہا چھوڑ دے، جیسا کہ اس نے خود فرمایا:

۱۔ صحیفہ سجادیہ، دعا نمبر ۲، بند ۱۷

هُوَ الَّذِی أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَیٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۔ ترجمہ: وہ خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اپنے دین کو تمام ادیان پر غالب بنائے چاہے مشرکین کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ ہو ۔[1]

اس مقالہ میں مؤلف کی کوشش رہی ہے کہ امام سجادؑ کے اقوال کی بنیاد پر رسول اکرمؐ کی سیرت پر روشنی ڈالے۔ مؤلف کی کوشش تھی کہ امام سجادؑ کے نزدیک آپؐ کے رفیع ترین مقام، اور اسی طرح لوگوں کو خوبصورتی اور مہربانی کے اس مثالی نمونہ کی طرف متوجہ کرے۔ امام سجادؑ نے اس مہم کو پیغمبر اکرمؐ پر مسلسل درود و سلام کے نثار کرنے سے آغاز کیا، اور پھر آپؐ کو امام رحمت، وحی کے امانت دار، خدا کے آخری پیغمبر اور حق کی بندگی کے اعزاز سے آراستہ جیسے عنوانوں سے یاد فرمایا ہے۔

منابع و مآخذ

- قرآن کریم، ترجمہ الٰہی قمشہ ای
- نہج البلاغہ، ترجمہ محمد دشتی، بہ نشر، مشہد، ۱۳۸۳
- صحیفہ سجادیہ، ترجمہ فیض الاسلام، تہران، ۱۳۷۵
- آیتی، محمد ابراہیم، تاریخ پیامبر اسلام محمد، انتشارات دانشگاہ تہران، ۱۳۶۹
- ابن فارس، احمد معجم مقاییس اللغۃ، تحقیق عبد السلام ہارون، مکتب الاعلام الاسلامی، قم، ۱۴۰۵ق
- حسینی مدنی، سید علی خان، ریاض السالکین، مؤسسہ النشر الاسلامی، قم، ۱۴۲۵ق
- حکیمی، محمد رضا، امام در عینیت جامعہ، فجر، تہران، ۱۳۵۶
- راغب اصفہانی، حسین بن محمد، مفردات، دفتر نشر کتاب، تہران، ۱۴۰۴ق
- زمخشری، جار اللہ محمود بن عمر، اساس الابلغۃ، تحقیق عبد الرحیم محمود، مکتب الاعلام الاسلامی، قم
- شیخ صدوق، محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی، معانی الاخبار، تصحیح علی اکبر غفاری، مؤسسہ النشر الاسلامی، قم، ۱۳۶۱
- طباطبائی، سید محمد حسین، المیزان، اسماعیلیان، قم، ۱۳۹۳ق

۱۔ سورہ توبہ، آیت ۳۳

- طوسی، محمد بن حسن، اختیار معرفۃ الرجال، تحقیق سید مہدی رجایی، مؤسسہ آل البیتؑ، قم، ۱۴۰۴ق
- کلینی، محمد بن یعقوب، اصول الکافی، تصحیح محمد جعفر شمس الدین، دار المعارف، بیروت، ۱۴۱۱ق
- گروہی از نویسندگان، محمد خاتم پیامبران، حسینیہ ارشاد المعارف، تہران، ۱۳۴۷
- مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، دار الکتب الاسلامیہ، تہران
- مطہری، مرتضیٰ، ختم نبوت، انتشارات طوس، مشہد، ۱۳۵۴
- معین، محمد، فرہنگ فارسی، امیر کبیر، تہران، ۱۳۷۴